السلام علیکم ورحمة اللہ وبرکاتہ

سونے کا نصاب صحیح حدیث میں کیا ہے؟ شارع مسلم امام نوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں، سونے کے نصاب میں جتنی روائتیں آئی ہیں، وہ سب ضعیف ہیں، اور حدیث بیس (۲۰) مثقال وبیس دینار کی جو نصاب سونے میں وارد ہوئی ہیں، وہ بھی ضعیف ہیں، صرف اجماع امت اس پر ہے، یہی وجہ ہے کہ امام المحدثین بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے نصاب سونے کی کوئی روایت بخاری شریف میں روایت نہیں کی۔
مولانا عبد الوہاب صاحب دہلوی کے نزدیک سونے کا نصاب صرف ساٹھ روپے کی مالیت کا تھا، اب بھی ان کے متقدمین کا یہی خیال ہے، یہ خیال صحیح ہے یا نہیں، ہم تو حدیث بیس دینار کی بنا پر سونے کا نصاب ساڑھے سات تولے سمجھتے ہیں، وہ یہ کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک بھی ۲۰ دینار ہے، مگر آنحضرت ﷺ کے زمانے میں ایک دینار کی قیمت تین روپے تھی، پس بیس (۲۰) دینار کے ساٹھ روپے ہوئے، دینار ایک سکہ ہے، ہر ایک زمانہ میں کم وبیش ہوتا رہا ہے، اس لیے اس کی قیمت کا اعتبار ہے، وزن کا نہیں، اور دینار کے وزن میں بھی بہت اختلاف ہے، پس وزن کو نصاب مقرر کرنے پر کوئی قرینہ ہونا چاہیے ((ولا ترینۃ علیہ)) پس آپ یہ تحریر فرما دیں کہ حضور علیہ السلام کے عہد مبارک میں دینار ذہب کیا وزن تھا۔ اور ((الوزن وزن مکۃ)) کا لحاظ کرتے ہوئے زمانہ نبوی میں خاص مکہ معظمہ کے اندر دینار کا کیا وزن تھا، نصاب ذہب (سونا) اور فضۃ (چاندی) میں بڑا تفاوت ہے، اور ہر ایک کا نصاب پورا نہ ہو تو نصاب کم میں زکوٰۃ واجب نہیں؟

الجواب بعون الوہاب بشرط صحة السؤال

وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ!

الحمد للہ، والصلاة والسلام علیٰ رسول اللہ، أما بعد!

عمرو بن حزم کی طویل حدیث جو آنحضرت ﷺ نے ان کو لکھ دی، اور جس میں نصابات مذکور ہیں، اس میں چاندی کا نصاب دو (۲) سو درہم بتایا ہے، اور فرمایا ہے کہ اگر اس سے کم ہو تو پھر اس میں زکوٰۃ نہیں، اور سونے کے متعلق فرمایا: ہر چالیس سے ایک دینار ہے، اور یہ نہیں فرمایا کہ اگر چالیس دینار سے کم ہو تو اس میں زکوٰۃ نہیں۔ (ملاحظہ ہو مجمع الزوائد جلد ۳ صفحہ ۱۷)
اس سے معلوم ہوا کہ سونے کا نصاب چالیس دینار نہیں۔ چالیس دینار کے عدد کا ذکر صرف چالیسواں حصہ بتانے کے لیے ہے، اگر یہ نصاب ہوتو جیسے چاندی میں حضور ﷺ نے فرمایا ہے، اس سے کم میں نہیں اسی طرح سونے میں بھی فرماتے۔
بلوغ المرام میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مرفوع حدیث ہے کہ سونے کا نصاب بیس دینار یعنی ساڑھے سات تولہ ہے، لیکن محدثین کرام نے اس روایت کے موقوف ہونے پر ترجیح دی۔ یعنی حضرت علی رضی اللہ عنہ کا قول ہے، بہت علماء نے لکھا ہے کہ مقاویر میں رائے قیاس کا دخل نہیں، اور محدثین کا اصول ہے کہ قول صحابی میں جب رائے قیاس کا دخل نہ ہو، وہ حکماً مرفوع ہوتا ہے، اس بنا پر یہ قول حکماً مرفوع ہے، اور غالباً یہی وجہ ہے کہ سونے کے نصاب پر قریباً علماء متفق ہیں۔ الا ماشاء اللہ۔
مذکورہ بالا بیان سے نصاب ذہب کی صحت دو طرح ثابت ہوتی ہے، (۱) ایک حکماً مرفوع ہونے کی حیثیت سے (۲) دوم اس پر اجماع ہونے کی حیثیت سے۔
اصول محدثین ہے کہ جب ضعیف حدیث پر اجماع ہو جائے سند کی ضرورت نہیں رہتی (ملاحظہ ہو تدریب الرادی) امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ کا اپنی کتاب میں اس کو روایت نہ کرنا، اس کی صحت کے منافی نہیں چونکہ اس کی اسناد کے راوی بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی شرط پر نہیں، اس لیے اس کو بخاری میں نہیں لائے۔
مولونا عبد الوہاب رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے متقدین کا خیال درست نہیں، کیوں کہ جب قوی دلیل سے سونے کا نصاب چاندی سے الگ ثابت ہو گیا، تو پھر چاندی کے ساتھ قیمت لگانے کے کچھ معنی نہیں، ایسے تو چاندی کی قیمت سونے سے بھی لگا سکتے ہیں، تو پھر کیا چاندی کا نصاب بھی دو (۲) سو درہم نہیں رہے گا، اور یہ کہنا کہ دینار ہر زمانہ میں کم وبیش ہوتا رہا ہے، اس سے کیا مراد ہے؟ قیمت کے لحاظ سے یا وزن کے لحاظ سے اگر قیمت کے لحاظ سے مراد ہے تو تین روپیہ قیمت مقرر ہونے کے کیا معنی؟ اور اگر وزن کے لحاظ سے کمی وبیشی مراد ہے تو بھی قیمت ایک نہیں رہ سکتی، اور اگر زمانہ نبوی کی قیمت مراد ہے، تو یہ بھی ٹھیک نہیں، کیونکہ احادیث میں دینار کی قیمت دس درہم بھی آئی ہے، اور بارہ درہم بھی اور زمانہ نبوی میں دینار کے وزن میں کمی وبیشی ثابت نہیں، جیسے چاندی کے سکے درہم میں ثابت نہیں، تو پھر کوئی وجہ نہیں کہ نصاب زکوٰۃ میں دینار کی قیمت درہم کے ساتھ لگائی جائے، اور درہم کی دینار کے ساتھ نہ لگائی جائے، اس سلسلہ میں ایک حدیث ملاحظہ ہو:
عن ابن عمر قال کنت ابیع الابل بالنقیع بالدنانیر فأخذ مکانھا الدراھم وابیع بالدراھم فآخذ مکانھا الدنانیر فاتیت النبی ﷺ فذکرت ذلک لہ فقال لا باس ان تاخذھا بسعر یومھا مالم تفترقا وبینکما شئ)) (رواہ الترمذی و ابو داؤد) (والنسائی، مشکوٰۃ) باب النہی عنہا من البیوع فصل
عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، میں مدینہ منورہ کی منڈی نقیع میں دیناروں کے ساتھ اونٹ فروخت کرتا اور وصولی کے وقت درہم لے لیتا، اور کبھی درہموں کے ساتھ فروخت کرنا، اور وصولی کے وقت دینار لے لیتا،'' میں نے نبی ﷺ کے پاس اس کا ذکر کیا، تو حضور ﷺ نے فرمایا: وصولی کے دن کا جو نرخ ہو اس نرخ سے تبادلہ کا کوئی حرج نہیں، بشرطیکہ قیمت پوری وصول کر لی جائے، اس حدیث سے معلوم ہوا کہ چاندی کے نرخ کی ''تبدیلی کے ساتھ سکوں کا نرخ بھی بدلتا رہتا ہے، اگر بدلنے کا اثر سونے کے نصاب پر پڑے تو چاندی کے نصاب پر بھی پڑنا چاہیے، حالانکہ چاندی پر کسی کے نزدیک نہیں پڑتا۔
پس سونے کا حساب بھی وہی صحیح ہے جو بیان ہوا ہے، یعنی بیس (۲۰) دینار۔ رہا یہ کہ بیس (۲۰) دینار کا وزن کتنا ہے، سو یہ ساڑھے سات تولے مشہور ہے، کتب حدیث اور فقہ میں اس میں اس کی تفصیل موجود ہے، نیل الاوطار شرح وقایہ وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ سوال میں بیس (۲۰) مثقال کی حدیث کا ذکر ہے، اس سے معلوم ہوا کہ ایک دینار ایک مثقال کے برابر ہے، اور مثقال ۴ ۲/۱ ماشہ کا مشہور ہے، اسی حساب سے بیس (۲۰) مثقال ۷ ۲/۱ تولے ہوتے ہیں، پس حدیث سے بیس (۲۰) دینار کے مشہور وزن ساڑھے سات تولہ تائید ہو گئی، اور حدیث ((الوزن وزن حکۃ)) یہ کیل (پیمانہ) کے مقابلہ میں ہے، سو یہ ان اشیاء میں ہے، جن کی بیع شرا دہوتی رہتی ہے، سکوں کی بیع شراء تو کوئی عام شئے نہیں، بلکہ سکوں سے دوسری چیزیں خرید کی جاتی ہیں، اور سکہ بنانے کا مقصد بھی یہی ہے، پس سکہ اس حدیث کے تحت نہیں آتا، یہی وجہ ہے کہ مکہ اور مدینہ میں وزن کے لحاظ سے کوئی فرق نہیں پڑتا۔

یہ کہاں کہ ہر ایک کا نصاب کم ہو، توکم میں زکوٰۃ واجب نہیں، یہ غور طلب ہے، کیونکہ راجح مسلک یہ ہے کہ دونوں مل کر نصاب پورا ہو جائے، تو زکوٰۃ واجب ہو جاتی ہے۔ (از قلم از مولانا حافظ عبد اللہ صاحب روپڑی) (ہفت روزہ الاعتصام گوجرانوالہ، ۲۳ مئی ۱۹۵۲ء جلد ۳ شمارہ نمبر ۴۰)

هذا ما عندي والله أعلم بالصواب

فتاویٰ علمائے حدیث

جلد7ص88-91

محدث فتویٰ